صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برگزیدہ اور مقدس جماعت

رتبہ و مقام، داعیانہ حیثیت، خصوصیت و امتیاز، محبوبیت و عظمتِ شان قرآن و سنت اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی معصوم نہیں ہے اگر کوئی فرد یا جماعت کسی غیر رسول کی عصمت کا مدعی ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں کاذب اور جھوٹا ہے۔ اس لیے جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ہر انسان سے صواب و خطا اور خیر و شر کا صدور ہو سکتا ہے البتہ بعض خدا کے ایسے سعید بندے ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی پر خیر و صلاح کا غلبہ ہوتا ہے، اسی غلبہ خیر کی بناء پر انہیں نیک، صالح، ولی وغیرہ محترم ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ زلات و سیئات سے بالکلیہ پاک ہیں۔ اس کے بالمقابل کچھ نابکار ایسے بھی ہیں جو مجموعۂ شرور و معاصی اور خزینہ فسق و فساد ہوتے ہیں، ان کے فسق و فساد کی یہ کثرت انہیں ظالمین و مفسدین کے زمرے میں پہنچا دیتی ہے، بایں ہمہ ان کا بھی دامن حیات خیر و صلاح سے یکسر خالی نہیں ہوتا۔

صلحائے امت کی حیات و سوانح پر بحث و تحقیق کے وقت ان کی بعض لغزشوں اور بشری کمزوریوں کے پیش نظر ان کے جملہ محاسن و مزایا پر خط تنسیخ کھینچ دینا اور ان کے سارے حسنات و خیرات کا انکار کر کے انہیں ظالمین و مفسدین کی صف میں کھڑا کر دینا علم و دیانت کے سراسر منافی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ظالمین و مفسدین کے چند گنے چنے اچھے کاموں کو سامنے رکھ کر ان کی زندگی کے سارے سیاہ کارناموں سے بند کر کے انہیں صلحاء و اولیاء کی جماعت میں شامل کر دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال خیر و شر کی قلت و کثرت کے اعتبار سے معاملہ کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس منازلھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حکم تھا کہ ہم لوگوں کو ان کے درجات و مراتب میں رکھیں۔

گر فرق مراتب نہ کنی ....

بحث و نظر اور تحقیق و تبصرہ کا یہ ایسا لازمی اصول ہے جس سے غفلت اور بے اعتنائی ایک محقق و مبصر کو دائرہ بحث و تحقیق سے نکال کر افراط و تفریط اور تنقیص و تضلیل کی سرحد میں پہنچا دیتی ہے، جس سے خود اس کی

ذات مجروح اور علمی کاوشیں بے سود ہو کر رہ جاتی ہیں۔

پھر ایک محقق علمی دیانت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ کسی شخصیت پر بحث کرنے کے لیے اس سے متعلق جو درست صالح، معتبر اور مستند مواد ہیں انہی کو کام میں لائے، خود تراشیدہ، بے سند اغیر مقبول اور گری پڑی باتوں کو بنیاد بنا کر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا نہ صرف اس شخصیت پر ظلم ہے بلکہ خود علم و تحقیق کے ساتھ مذاق کرنا ہے، محقق کا یہ رویہ بھی اسے پایۂ اعتبار سے ساقط اور علمی خیانت سے متہم کر دیتا ہے، باری تعالیٰ عزاسمہ کا ارشاد ہے۔ یاایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا جب غلط کار دروغ گو کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو ایک دوسری آیت میں ہے اذا ضربتم فی الارض فتبینوا اس لیے صحیح سقیم، قوی، ضعیف کی اچھی طرح چھان بین کے بعد ہی کوئی فیصلہ درست سمجھا جائے گا۔

عام اسلامی شخصیات سے ہٹ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور ان کے مقام مرتبہ پر بحث و کلام کے لیے محض تاریخی روایات پر انحصار و اعتماد بھی ایک محقق کو جادہ اعتدال اور راہ صواب سے دور کر دیتا ہے، کیونکہ تاریخ کو ہرگز یہ حیثیت حاصل نہیں ہے کہ اس کی شہادت سے کتاب و سنت کے مسلمات کے خلاف استدلال فراہم کیا جائے، رسول خدا اور عام امت کے درمیان دین خالص کے صحیح تصور کے لیے اگر کوئی قابل اعتماد واسطہ ہے تو وہ صحابہ کرام کی برگزیدہ اور مقدس جماعت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے یہ ساتھی ہی آپ کے پیغام اور آپ کی تعلیمات کو پورے عالم میں پہنچانے والے ہیں، صحابہ کرام کی اس داعیانہ حیثیت کا اعلان خود خدائے علیم و خبیر نے اپنے رسول کی زبانی یوں فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ الآیۃ آپ اعلان کر دیں کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور میرے ساتھی، مطلب یہ ہے کہ کسی اندھی تقلید کی بنیاد پر نہیں بلکہ حجت و برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی میں میں اور میرے اصحاب دین توحید کی دعوت دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نور بصیرت عطا فرمایا تھا آپ کے فیض صحبت سے ہر صحابی کا دل و دماغ اس نور سے روشن ہو گیا تھا اور دعوت الی اللہ علی وجہ البصیرۃ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو اور رفیق کار بن گئے تھے ___

حدیث پاک ما انا علیہ واصحابی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کرام کے اسی رتبہ بلند کو بیان فرمایا ہے، اس لیے صحابہ کی سیرت درحقیقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جز ہے عام شخصیات و رجال کی طرح انہیں صرف کتب تاریخ کی روشنی میں نہیں بلکہ قرآن و حدیث اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھا جائے گا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن توقيره صلی اللہ علیہ وسلم توقير اصحابه و برهم ومعرفة حقهم والاقتداء بهم وحسن الثناء عليهم والاستغفار لهم والامساك عما شجر بينهم ومعاداة من عاداهم والاضراب عن اخبار المؤرخين وجهلة الرواة

(الاساليب البديعة صد ۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں سے ہے صحابہ کی تعظیم کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا، ان کے حق کو پہچاننا، ان کی پیروی کرنا، ان کی مدح و ستائش کرنا، ان کے واسطے استغفار کرنا، ان کے باہمی اختلاف کے ذکر سے (زبان وقلم کو) روکے رکھنا، ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا، مورخین اور جاہل راویوں کی (ان کی خلاف شان) روایتوں کے نقل وبیان سے باز رہنا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں، اسی لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات و احادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تاریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ صد ۲۲۲ مکتوب ۸۸)

حضرات صحابہ کا یہ تقدس و امتیاز کسی انسانی شخصیت و جماعت کا عطا کردہ نہیں ہے بلکہ انہیں یہ رتبہ بلند خود مالک کائنات و خالق دوجہاں کے دربار سے مرحمت ہوا ہے۔ ذیل میں مذکورہ چند آیات ملاحظہ فرمائیں آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گی۔

(۱) كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)

تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کی نفع رسانی کے لیے پیدا کی گئی ہے تم نیک کاموں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہو اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو انتم فرماتے اس وقت خطاب کی وسعت میں پوری امت مرحومہ براہ راست داخل ہو جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے کنتم فرمایا اور صحابہ کی تخصیص فرمادی، اب رہے امت کے باقی لوگ تو جو صحابہ جیسے اعمال کریں گے وہ بھی ان کے تابع ہو کر اس خیریت و افضلیت کے مصداق ہو جائیں گے۔

(اخرجہ ابن جریر وابو حاتم عن السدی)

حضرت فاروق اعظمؓ نے آیت پاک کا مصداق اولین صحابہ کرام کو قرار دیا ہے اور امت کے دیگر وہ افراد جو آیت پاک میں مذکور صفات کے حامل ہوں گے انہیں ثانوی درجہ میں شامل کیا ہے اور عربی زبان کے قواعد کی رو یہ بات اس طرح سمجھائی ہے کہ انتم خیر امۃ جملہ اسمیہ ہے جو ثبوت نسبت کو بتاتا ہے تو انتم سے خطاب عام ہوگا جس کے عموم و وسعت میں موجود و غیر موجود سب داخل ہو جائیں گے، لیکن جب ضمیر "انتم" پر "کان" فعل ماضی داخل کر دیا جائے تو وقوع و حدوث کا معنی پیدا ہو جائے گا، اس صورت میں کنتم کے مخاطب صرف موجودین ہوں گے یعنی نزول آیت کے وقت جو امت موجود ہے وہی اس کی مصداق اولین ہوگی، یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا تخصیص جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں، علامہ سفارینی نے شرح عقیدۃ الدرۃ المضیۃ میں اسے جمہور امت کا مسلک قرار دیا ہے کہ انبیاء کے بعد صحابہ کرام افضل الخلائق ہیں، ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوامامہؓ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ میں کون افضل ہے تو انہوں نے فرمایا:

لا نعدل باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احداً (الروضۃ الندیۃ شرح العقیدۃ الواسطیۃ ابن تیمیہ ص۴۰۵) ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

امام ابن حزم اپنی مشہور کتاب الفصل میں لکھتے ہیں ولا سبیل الیٰ ان یلحق اقلۃ درجۃ احد من اهل الارض کوئی شکل نہیں ہے کہ صحابہ کرام میں سے کم رتبہ کے درجہ کو بھی کوئی (غیر صحابی) فرد و بشر پہنچ سکے۔

اب اگر کسی تاریخی روایت سے صحابہ کرام کی تنقیص لازم آتی ہو تو وہ اس نص قطعی کے معارض ہونے کی بناء پر لازمی طور پر مردود ہوگی۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔	برابر نہیں تم میں جس نے خرچ کیا فتح مکہ (یا صلح حدیبیہ) سے پہلے اور جنگ کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان لوگوں سے جنہوں نے خرچ کیا اس کے بعد اور جنگ کی اور سب سے وعدہ کیا اللہ نے خوبی کا۔
(الحدید آیت ۱۰)	

سورۃ انبیاء میں الحسنیٰ کے متعلق ارشاد ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے حسنیٰ کا وعدہ ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ فرق مراتب کے باوجود سارے صحابہ جنتی ہیں یہی بات سورۃ توبہ میں

ان الفاظ میں بیان فرمائی گئی ہے۔

السابقون الاولون من المهاجرين	اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت
والانصار والذين اتبعوهم باحسان	کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو لوگ
رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد	ان کے پیرو ہیں نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا
لهم جنت تجری تحتها الانهار	ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے تیار
خالدين فيها ابدا ذلك الفوز	کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے
العظيم ۔	ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے
(آیت ۱۰۰)	تیری کامیابی ۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک اولین سابقین کا اور دوسرا ان کے بعد والوں کا، اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سب سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لیے جنت کا مقام دوام ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہو گا اس کے باوجود جب وہ اطلاع دے رہے ہیں کہ میں نے اسے جنتی بنا دیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کر دی گئیں ہیں، لہٰذا اب کسی کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن و طعن اور برا بھلا کہنا حق تعالیٰ پر اعتراض کے مترادف ہو گا اس لیے کہ ان پر اعتراض اور زبان طعن دراز کرنے والا گویا یہ کہ رہا ہے کہ پھر اللہ نے اسے جنتی کیسے بنا دیا۔ الخ

(فضائل صحابہ و اہلبیت مجموعہ رسائل صفحہ ۲۰۶، مطبوعہ انجمن حمایت اسلام لاہور ۱۹۶۲ء)

اور علامہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں قاضی ابو یعلیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رضا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قدیمہ ہے وہ اپنی رضا کا اعلان صرف انہیں کے لیے فرماتا ہے جن کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ان کی وفات موجبات رضا پر ہو گی (معارف القرآن صفحہ ۱۰۶ ج ۸) لہٰذا اگر کوئی تاریخی روایت اس نص قطعی کے خلاف ہو گی تو وہ لائق اعتنا نہ ہو گی۔

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ	اللہ ہی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں
وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا	کا اور الفت ڈال دی ان کے دلوں کے درمیان

فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

(الانفال آیت ۶۳)

اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان بیشک وہ زور آور حکمت والا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب میں قتل وقتال کا جو بازار گرم تھا اس سے کون ناواقف ہے، ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل عرب باہم ٹکراتے رہتے تھے اور بسا اوقات ان کی قبائلی جنگوں کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہتا، باہمی عداوت اور شقاق وعناد کے اس دور میں رحمۃ للعلمین توحید ومعرفت اور اتحاد واخوت کا عالمگیر پیغام لے کر مبعوث ہوئے کیا دنیا کی کوئی طاقت تھی جو ان درندہ صفت جہالت پسند لوگوں میں معرفت الٰہی اور حب نبوی کی روح پھونک کر سب کو ایک دم باہمی اخوت والفت کی زنجیر میں جکڑ دیتی، بلاشبہ روئے زمین کے سارے خزانے خرچ کر کے بھی یہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا، یہ خدائی طاقت وحکمت کا کرشمہ ہے کہ کل تک جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور عزت وآبرو کے بھوکے تھے ان کے درمیان اس طرح سے برادرانہ اتحاد واتفاق پیدا کر دیا کہ حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک دوسرے سے محبت والفت کرنے لگے، صحابہ کرام کی اس باہمی الفت ومحبت کا ذکر سورہ آل عمران میں اس طرح کیا گیا ہے۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔

یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر اللہ نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں۔

آیت پاک محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح)

(محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحیم ومہربان ہیں) بھی حضرات صحابہ کی باہمی رحمت والفت کی خبر دے رہی ہے۔

امام قرطبی اور عامۂ مفسرین لکھتے ہیں "والذین معہ" میں بلاتخصیص تمام صحابہ کرام داخل ہیں، اس آیت پاک میں تمام صحابہ کو آپس میں رحیم اور مہربان اور فضل خداوندی کا طالب بتایا گیا ہے۔

ان نصوص قطعیہ کے برخلاف اگر تاریخی روایتیں یہ شہادت دیں کہ صحابہ آپس میں ذاتی پرخاش اور بغض وعناد رکھتے تھے تو یہ شہادت زور ہوگی جو کسی عدالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے، رہا معاملہ صحابہ اور باہمی مشاجرات اور آپسی لڑائیوں کا تو اس کا منشا بغض وعداوت اور شقاق وعناد قطعی نہیں تھا بلکہ اس میں ہر فریق اپنے نقطۂ نظر اور اجتہاد کے مطابق مسلمانوں کی مصالح اور راہ حق ورضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھا، یہ الگ بات ہے کہ

ایک فریق اپنے اجتہاد میں چوک گیا جس پر وہ قابلِ گرفت نہیں بلکہ مستحق اجر ہے، چنانچہ علامہ سفارینی لکھتے ہیں۔

التخاصم والنزاع والتقاتل والدفاع الذی جری بینھم کان عن اجتھاد قد صدر من کل واحد من رؤس الفریقین ومقصد سائغ لکل فرقۃ من الطائفتین وان کان المصیب فی ذلک للصواب واحدھما...... غیر ان للخطی فی الاجتھاد اجرًا وثوابًا۔ (مقام صحابہ صد۱۰۳)

جو نزاع وجدال اور دفاع وقتال صحابہ کے درمیان پیش آیا وہ اس اجتہاد کی بنا پر تھا جو فریقین کے سرکردوں نے کیا تھا اور فریقین میں سے ہر ایک کا مقصد اچھا تھا اگرچہ اس اجتہاد میں ایک ہی فریق صواب پر ہے ...... مگر اپنے اجتہاد میں خطا کر جانے والے کے لیے بھی اجر وثواب تھا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ (المجادلہ، آیت ۲۲)

تو نہیں پائے گا کسی قوم کو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی رکھیں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور رسول اللہ کے مخالف ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا اپنے گھرانے ہی کے کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے فیض غیبی سے مدد کی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر مفسر دہلوی اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں، یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے (وغیرہ) ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں ان کے یہ درجے (جنت و رضوان الٰہی) ملتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی۔

الحاصل حضرات صحابہ اس آیت پاک کے مصداق اولین ہیں چنانچہ امام قرطبی، زمخشری، حافظ ابن کثیر وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس آیت کے تحت حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمر فاروق وغیرہ رضوان اللہ علیہم کے بے لوث مخلصانہ واقعات بیان کئے ہیں۔

اب اس قرآنی اطلاع کے برعکس تاریخ کی روایتیں یہ خبر دیں کہ صحابہ خدا اور رسول خدا کے مقابلے میں اپنے بیٹے عزیز واقارب اور قبیلے و گھرانے کو اولیت دیتے تھے تو یہ روایتیں ساقط الاعتبار ہوں گی انہیں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ — لیکن اللہ نے محبوب بنا دیا تمہارے لیے ایمان

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔

(الحجرات، آیت ۷-۸)

کو اور اس کو مزین کر دیا تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈالدی تمہارے دلوں میں کفر گناہ اور نافرمانی کی ایسے ہی لوگ نیک راہ پر ہیں اللہ کے فضل و احسان سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ سب کی استعداد و صلاحیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر ایک کو وہ مقام و مرتبہ مرحمت فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہو۔

یہ آیت ناطق ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت و کراہیت منجانب اللہ راسخ کر دی گئی تھی اور " الیکم " میں حرف " الیٰ " سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر وفسق سے نفرت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی کیونکہ " الیٰ " عربی میں انتہاء و غایت کے معنی بیان کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے نیز آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام سے جو لغزشیں صادر ہوتی ہیں اس کی بنیاد ضعف ایمان اور فسق و عصیان کا (نعوذ باللہ) استحسان نہیں ہے بلکہ بتقاضائے بشریت ان کا صدور ہو گیا ہے جس سے ان کے رشد پر کوئی حرف نہیں آسکتا، اس لیے ان کی معدودے چند لغزشوں کی بناء پر انہیں تنقید و تنقیص کا نشانہ بنانا کسی طرح بھی درست نہیں ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

ما ذكر عن الصحابة من السيئات كثير منه كذب وكثير منه كانوا مجتهدين فيه لكن لا يعرف كثير من الناس وجه اجتهادهم وما قدر انه كان فيه ذنب من الذنوب لهم فهو مغفور لهم، اما بتوبة واما بحسنات ماحية واما بمصائب مكفرة واما بغير ذلك، فانه قد قام الدليل الذي يجب القول بموجبه انهم من اهل الجنة، فامتنع ان يفعلوا ما يوجب النار لا محالة واذا لم يمت احد هم على موجب النار لم يقدح ذلك في استحقاقهم للجنة۔ (المنتقی ص۲۱۹-۲۲)

بعض صحابہ کی طرف جو برائیاں منسوب کی گئی ہیں ان میں بیشتر خود ساختہ ہیں، اور ان میں بہت سی ایسی ہیں جن کو انہوں نے اپنے اجتہاد (سے حکم شرعی سمجھ کر) کیا مگر لوگوں کو ان کے اجتہاد کی وجہ معلوم نہ ہو سکی، اور جن کو گناہ ہی مان لیا جائے تو ان کا وہ گناہ معاف ہو گیا، یہ عفو و مغفرت یا تو توبہ کی بناء پر ہے یا ان کی (کثرت) حسنات نے ان گناہوں کو مٹا دیا، یا دنیاوی مصائب

ان کے لیے کفارہ بن گئیں، علاوہ ازیں دیگر اسباب مغفرت بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن وسنت سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہو چکا ہے، اس لیے یہ ناممکن ہے کہ کوئی ایسا عمل ان کے نامۂ اعمال میں باقی رہے جو جہنم کی سزا کا سبب بنے تو جب حضرات صحابہ میں سے کوئی ایسی حالت میں وفات نہیں پائے گا جو دخول جہنم کا ذریعہ ہے تو اب کوئی چیز ان کے استحقاق جنت میں مانع نہیں ہو سکتی۔

صحابہ کے ایمان واخلاص، دیانت وعدالت پر اس قرآنی شہادت کے بعد کسی تاریخی مفروضہ کی بنیاد پر صحابہ کرام کے اسلام کو استسلام سے تعبیر کرنا ایمان بالقرآن سے میل کھاتا ہے؟ پرستاران تاریخ ودلدادگان سید قطب وطہٰ حسین کو سوچنا چاہیے کہ وہ کس سے رشتہ توڑ رہے ہیں اور کس سے ناطہ جوڑ رہے ہیں۔

بقولِ دشمن پیمانِ دوست بشکستی
ببیں از کہ بریدی وباکہ پیوستی

قرآن مقدس کی مندرجہ بالا آیات بصراحت ناطق ہیں کہ۔

(۱) بغیر کسی استثناء کے تمام صحابہ جنتی ہیں۔
(۲) سارے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کی دائمی رضا وخوشنودی حاصل ہے۔
(۳) جملہ اصحابِ رسول آپس میں برادرانہ الفت واخوت رکھتے تھے۔
(۴) سبھی حضرات صحابہ اللہ ورسول کے معاملے میں نسبی وقبائلی عصبیت سے بالکل پاک تھے۔
(۵) ہر ایک صحابی کا دل ایمان واخلاص کی محبت سے مزین اور کفر وفسق اور نافرمانیوں سے متنفر ہے۔

صحابہ کا مقام حدیث کی نظر میں

کتاب الٰہی کی ان واضح تصریحات کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی پیش نظر رکھیں تاکہ بات بالکل منقح ہو جائے اور کسی تاویل باطل سے آپ شکوک وشبہات میں گرفتار نہ ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم، فلا ادری ذکر قرنین او ثلاثة الخ (الستة الا مالکا جمع الفوائد صلہ ج ۲ طبع الہند)	سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ ثم الذین یلونہم، آنحضرت نے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ

اس حدیث پاک سے متعین طور پر معلوم ہو گیا کہ عہد نبوی کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابہ کرام کا ہے۔ "اصابہ" کے مقدمہ میں مشہور شارح حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وتواتر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم الخ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث محدثین کے نزدیک متواتر ہے جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین، رواہ البزار بسند رجالہ موثقون،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔

یہ حدیث پاک اس بات پر نص ہے کہ تمام حضرات صحابہ اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں، جماعت انبیاء کے بعد گروہ جن و انس میں سے کوئی بھی ان کے مقام و مرتبہ کو نہیں پا سکتا، شرف صحابیت ایک ایسا شرف ہے جس کے مقابلے میں ساری فضیلتیں ہیچ در ہیچ ہیں، اسی لیے حضرت سعید بن زید دیکے از عشرہ مبشرہ قسم کھا کر فرماتے ہیں۔

واللہ لمشھد رجل منھم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغبر فیہ وجھہ خیر من عمل احدکم ولو عمر عمر نوح (جمع الفوائد ص۲۰۲ ج ۲)

خدا کی قسم صحابہ میں سے کسی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی جہاد میں شرکت جس سے اس کا (صرف) چہرہ غبار آلود ہو جائے غیر صحابی میں سے ہر فرد کی عمر بھر کی عبادت و عمل صالح سے بہتر ہے اگرچہ اس کو عمر نوح حاصل ہو جائے۔

صحابی رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ۔

(للترمذی جمع الفوائد ص۲۰۱ ج ۲)

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو

ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں پکڑ لے۔

آیت کریمہ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ الخ کی تفسیر میں امام قرطبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ذکر کی ہے جس سے حدیث بالا کی تائید ہوتی ہے۔

من احب اللہ عزوجل فلیحبنی	جو اللہ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ
ومن احبنی فلیحب اصحابی	مجھ سے محبت رکھے اور جو مجھ سے محبت
ومن احب اصحابی فلیحب	رکھے اسے چاہیئے کہ میرے اصحاب سے محبت
القرآن ومن احب القرآن	رکھے اور جو صحابہ سے محبت رکھے اسے چاہیئے
فلیحب المساجد الخ	کہ قرآن سے محبت رکھے اور جو قرآن سے محبت
(الجامع الاحکام القرآن ج ۱۲ ص۲۶۶)	رکھے اسے چاہیئے کہ مساجد سے محبت رکھے۔

کوئی انتہا ہے حضرات صحابہ کی رفعت مقام کا کہ سید المرسلین، محبوب رب العلمین، خلاصۂ کائنات، فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی محبت کو اپنی محبت بتا رہے ہیں اور ان سے بغض و عناد کو اپنے ساتھ بغض و عناد قرار دیتے ہیں، جس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ درجہ کی محبت بھی ہو گی وہ اصحاب رسول کی شان میں لب کشائی کی جرأت کر سکتا ہے؟ اور جب کہ آپ نے صاف فرما دیا ہے دیکھو میرے بعد میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور انہیں اپنے اعتراضات کا ہدف نہ بنانا۔

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے، لا تسبّوا اصحابی فمن سبّهم فعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا تقبل اللہ منه صرفا ولا عدلا۔

(شرح الشفاء للملا علی قاری ص۵۵۷ ج ۲)

ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللہ علی شرکم (الترمذی جمع الفوائد ص۲۰۱ ج ۲)

ان احادیث پاک پر بطور خاص ان لوگوں کو غور کرنا چاہیئے جو مورخین کی گری پڑی روایتوں اور متنورین کے طبع زاد مفروضوں کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام کے اخلاق و اعمال کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جسے وہ خود اپنے یا اپنے بڑے بوڑھوں کے بارے میں قطعاً گوارہ نہیں کر سکتے تو کیا (نعوذ باللہ) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان متنورین و متجددین سے بھی انسانی و اسلامی اخلاق و شرافت میں فروتر اور پست تھے؟ (العیاذ باللہ)

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری

علیہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام لا یصلح الطعام الا بالملح (مشکوٰۃ شریف بحوالہ شرح السنۃ ص۵۵۴)

امت میں میرے اصحاب کی وہی حیثیت ہے جو نمک کی کھانے میں ہے کہ بغیر نمک کا کھانا پسندیدہ نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح عمدہ سے عمدہ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے بعینہٖ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی ساری صلاح وفلاح اور اس کا تمام تر شرف ومجد صحابہ کی مقدس جماعت کا مرہون احسان ہے اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن وفضائل بے حیثیت اور غیر معتبر ہو جائیں گے۔

الحاصل اس حدیث میں واضح اشارہ ہے کہ امت مسلمہ کے دین کی صحت ودرستگی کے لیے حضرات صحابہؓ کے اقوال واعمال حجت وسند اور معیار کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ

(۱) عہد نبویؐ کے بعد صحابہؓ کا دور سارے زمانہ سے بہتر ہے۔

(۲) حضرات صحابہؓ اللہ کے منتخب وبرگزیدہ ہیں، جماعت انبیاء کے علاوہ جن وبشر کا کوئی بھی فرد ان کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) صحابہؓ کی محبت، محبت رسول کی علامت اور ان سے بغض وعناد رسول اللہؐ سے بغض وعناد کی نشانی ہے، صحابہؓ کو ایذاء پہنچانا خود نبی پاکؐ کو اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔

(۴) حضرات صحابہؓ کو تنقید وتنقیص کا ہدف بنانا ناجائز وحرام ہے۔

(۵) امت کا سارا شرف ومجد صحابہؓ کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے اور ان کا قول وعمل امت کے لیے حجت ہے۔

آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے نصوص سے ثابت شدہ صحابہؓ کے اسی امتیازی مقام ومرتبہ کو ایک دو گمراہ فرقوں کے علاوہ ساری امت ہمیشہ سے مانتی چلی آرہی ہے، ان کے حق میں طعن وتشنیع، سب وشتم اور ان کی عیب جوئی اور اہانت کو اکبر کبائر میں شمار کیا جاتا رہا ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

واعلم ان سب الصحابة حرام من فواحش المحرمات سواء لابس الفتنة منهم اوغيره۔ (شرح مسلم ص۳۱۰ ج ۲)

اچھی طرح سمجھ لو کہ صحابہ کا نازیبا الفاظ سے ذکر کرنا حرام ہے اور بڑے حراموں میں ہے خواہ وہ صحابی باہمی جنگ کے فتنہ میں مبتلا ہوتے ہوں یا اس سے بری ہوں۔

حضرت امام مالکؒ کا قول مشہور شارح حدیث ملا علی قاریؒ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

من شتم احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر او عمر او عثمان او علیا او معاویۃ او عمرو بن العاص فان قال شاتمھم کانوا علی ضلال او کفر قتل وان شتم بغیر ھذا انکل نکالا شدیدا (شرح الشفا۔ ص۵۵۵ ج ۲)

جس نے اصحاب رسول میں سے کسی کو (مثلاً) ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ، عمرو بن عاصؓ کو گالی دی اگر انہیں گالی دینے والا یہ کہتا ہے کہ وہ کفر و ضلالت پر تھے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور کہتا ہے تو اسے سخت عبرتناک سزا دی جائے گی۔

عظیم المرتبت محدث امام ابو زرعۃ الرازیؒ فرماتے ہیں۔

اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذالک ان الرسول حق، والقرآن حق وماجاء بہ حق وانما روی الینا ذلک کلہ الصحابۃ وھؤلاء یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولی وھم زنادقۃ۔
(الاصابۃ ص۱۱ ج ۱)

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ زندیق ہے اور یہ اس لیے ہے کہ رسول حق ہیں قرآن حق ہے قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے حق ہے اور ان سب کے ہم تک پہنچانے والے صحابہؓ ہیں تو یہ عیب جو یان صحابہؓ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں اور واسطہ کو مجروح کر دیں تاکہ وہ کتاب و سنت کو باطل اور بے اصل ٹھہرا دیں لہٰذا یہی بدگو مجروح ہونے کے زیادہ مستحق ہیں یہ لوگ تو زندیق ہیں۔

امام ذہبیؒ اپنی مشہور کتاب "الکبائر" میں لکھتے ہیں۔

من ذم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشئ وتتبع عثراتھم وذکر عیبا واضافہ الیھم کان منافقا الخ

جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی کسی نوع کی مذمت کی اور ان کی عیب جوئی اور لغزشوں کی تلاش کے پیچھے لگا رہا کسی عیب کا ذکر کرکے اس کی نسبت صحابہ کی جانب کر دی تو وہ منافق ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ان کے تلمیذ المیمونی ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

سمعت احمد یقول ما لھم ولمعاویۃ

میں نے امام احمد سے فرماتے ہوئے سنا لوگوں کو

نسأل الله العافية وقال لی یا ابا الحسن اذا رأيت احدا يذكر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بسوء فاتهمه على الاسلام.

کیا ہو گیا ہے کہ وہ حضرت معاویہؓ کی برائی کرتے ہیں ہم اللہ سے عافیت کے طلبگار رہیں پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہؓ کا ذکر برائی سے کر رہا ہے تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔

(مقام صحابہ ص)

حضرات ائمہ و محدثین کے ان اقوال کا حاصل یہی ہے کہ حضرات صحابہ رضؓ کی اہانت، برائی اور ان کے اوپر طعن و تشنیع عظیم تر گناہ کبیرہ ہے، کسی مخلص سچے مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ رسول خدا کے مخلص و جان نثار ساتھیوں کو ہدف ملامت اور نشانہ مذمت بنائے ایسی تشنیع کی جسارت کوئی زندیق اور مشکوک الاسلام ہی کر سکتا ہے۔

(نعوذ باللہ منہ)

محقق ابن ہمامؒ اسلامی عقائد پر اپنی جامع کتاب مسایرہ میں لکھتے ہیں۔

واعتقاد اهل السنة والجماعة تزكية جميع الصحابة وجوبا باثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن منهم والثناء عليهم (ص۱۳۲)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تمام صحابہ کی لازمی طور پر پاکی بیان کرنا ہے، ان میں سے ہر ایک کی عدالت ثابت کرنے ان پر کسی قسم کا طعن نہ کرنے اور ان کی مدح و تعریف کے ساتھ۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے شرح عقیدہ واسطیہ میں اس عقیدہ کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے۔

ومن اصول اهل السنة سلامة قلوبهم والسنتهم لاصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (ص۴۰۳)

اہل سنت کے اصول عقائد میں سے ہے کہ وہ اپنے دلوں اور زبانوں کو صحابہؓ کے معاملے میں صاف رکھتے ہیں۔

عقائد کی معروف کتاب شرح مواقف میں سید شریف جرجانی رقم طراز ہیں۔

المقصد السابع انه يجب تعظيم الصحابة كلهم والكف عن القدح فيهم لان الله عظيم واثنى عليهم في غير موضع في كتابهم۔

ساتواں مقصد اس بیان میں ہے کہ تمام صحابہؓ کی تعظیم اور ان پر طعنہ زنی سے رکنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عظیم ہے اور اس نے اپنی کتاب میں ان حضرات کی بہت سے مقامات میں تعریف بیان کی ہے۔

(عقیدہ سے متعلق یہ تینوں حوالے " مقام صحابہ " از مفتی محمد شفیع سے ماخوذ ہیں۔

يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۝

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED